اسلامی حکومت میں آزادی اور سیاسی تنقید کے بارے میں امام خمینی اور آیت اللہ خامنہ ای کا نظریہ

مؤلف: خدا بخش عبدلی
مترجم: خان محمد صادق جونپوری

لفظ آزادی ان الفاظ میں سے ہے جس کے بارے میں مختلف افراد اور مذاہب میں اختلاف پایا جاتا ہے اور ہر کوئی اس کے کسی ایک معنی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔آزادی کی دو سو سے زیادہ تعریفیں کی گئی ہیں اور مختلف علوم جیسے فلسفہ، اخلاق، سیاست، حقوق وغیرہ کے تناظر میں اس کے الگ الگ معنی بیان کئے ہیں۔

آزادی فرد یا معاشرہ کو اپنی مرضی یا ارادہ سے لئے گئے فیصلہ پر عمل کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔حضرت علی (ع) معاشرے میں انسانوں کے حق آزادی کے بارے میں فرماتے ہیں فلا تکن عبد غیرک فقد جعلک اللہ حرا[1] خود کو کسی اور شخص کے قید و بند میں نہ دو کیونکہ اللہ تعالی نے تم کو آزاد پیدا کیا ہے۔

امام خمینی(رہ) کی نگاہ میں آزادی ایسے بنیادی اور فطری امور میں سے ہے جس کی تعریف کی ضرورت نہیں ہے، لہٰذا انہوں نے اس رپورٹر کے جواب میں جو آزادی کی تعریف جاننا چاہتا تھا فرماتے ہیں کہ آزادی قابل تعریف نہیں ہے۔ لوگ عقاید کے سلسلے میں آزاد ہیں، انہیں کوئی مجبور نہیں کر سکتا کہ آپ کو یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے، کوئی آپ کو مجبور نہیں کر سکتا کہ آپ ضرور اس راستے پر جائیں، کوئی مجبور نہیں کر سکتا کہ کہاں قیام کرنا ہے، یا کون سا پیشہ اختیار کرنا ہے،آزادی ایک واضح چیز ہے۔اگر انسان اپنے تمام فیصلوں پر عمل کر سکے اور کوئی شخص یا ادارہ اس کی گفتار و کردار کو محدود نہ کرے تو یہ آزادی مطلق ہے یعنی

---

۱. نہج البلاغہ، نامہ ۳۱، ص ۵۱

بنا کسی روک ٹوک کی آزادی۔ لیکن چونکہ انسان اجتماعی طور پر زندگی گزارتا ہے، اسے مطلق آزادی نہیں مل سکتی ہے کیونکہ مطلق آزادی دوسرے افراد کی آزادی میں مخل ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہر سماج کے اجتماعی ، سیاسی اور اقتصادی قواعد اس سماج کے افراد کی آزادی کے محافظ ہوتے ہیں اور اس طرح کی آزادی کے حدود کو بھی متعین کرتا ہے۔

تاریخ میں انسانوں کی ساری کوششیں مشروع آزادی کے حصول اور ظالم بادشاہوں کی بے حد و حصر آزادی پر روک لگانے کے لئے تھیں۔ شہید مطہری کی نظر میں لوگوں کی آزادی کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنا آمریت اور مطلق العنانی ہے اور کم سے کم طرز فکر، عقیدہ، انتخاب اور مالکیت کی آزادی تو ضرور ہونی چاہئے۔ جو سماج ظالم و جابر حکمرانوں کا تختہ پلٹنے میں کامیاب ہوتا ہے اسی سماج کے افراد کو زیادہ آزادی نصیب ہوتی ہے۔ امام خمینی لوگوں کے حق آزادی کی تصدیق کرتے ہوئے، حاکموں کے سامنے تنقیدی نقطہ نظر کے بیان کو لوگوں کا حق مانتے ہیں:

"قوم کے ہر فرد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے مسلمانوں کے حاکم سے وضاحت طلب کرے اور اس کی تنقید کرے اور حاکم کو بھی چاہئے کہ تسلی بخش جواب دے اور اگر ایسا نہیں ہے اور اس نے اپنے اسلامی فرض کے خلاف عمل کیا ہے تو وہ خود بخود اس منصب سے برخاست ہو جاتا ہے۔"[1]

آزادی کی قسمیں

آزادی کو مختلف پہلوؤں سے تقسیم کر سکتے ہیں:

۱. **فکری آزادی:** انسان جس طرح چاہے کسی چیز کے بارے میں فکر و استدلال کرے اور اس کی نگاہ میں جو طرز فکر صحیح ہو اس کا انتخاب کرے، یہ وہی چیز ہے جسے عقیدہ کی آزادی کہا جاتا ہے اور اصولی طور پر اس آزادی کو کسی سے چھین نہیں سکتے چونکہ فکر و عقیدہ قلبی اور ذہنی امر ہے اور باہری دباؤ اس کو ایجاد یا ختم نہیں کر سکتا ہے۔ یہ آزادی مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتی ہے:

---

[1] . خمینی، روح اللہ، صحیفہ نور، ج ۴، ص ۱۹۰

الف: دین و ایمان میں آزادی: اسی وجہ سے اصول عقاید میں تقلید صحیح نہیں ہے اور یہ اصول تحقیق کی بنیاد پر قابل قبول ہے۔

ب: علمی نظریات کے انتخاب میں آزادی: جس کی دین نے بھی تائید کی ہے۔ پیغمبر اسلام (ص) اس بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: اطلبوا العلم ولو بالصین، فان طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة۔ علم حاصل کرو چاہے چین میں ہو، بے شک حصول علم ہر مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے[1]۔

اسی طرح حضرت علی (ع) نے فرمایا: الحکمة ضالة المومن فخذ الحکمة ولومن اهل النفاق: حکمت مومن کی گمشدہ چیز ہے اسے حاصل کرو چاہے منافق ہی کے پاس کیوں نہ ہو[2]۔
اس کا مطلب یہ ہے کہ علم حاصل کرنے کے لئے کسی مخصوص فرد یا جگہ کی قید نہیں ہے اور انسان اس کو حاصل کرنے اور صحیح بات کے انتخاب کے لئے آزاد ہے۔ انتقاد علم و واقفیت کے حصول کا ایک راستہ ہے۔

۲. **طاقت کے استعمال کی آزادی:** کبھی آزادی کا مطلب اپنی طاقت کو زبردستی دوسروں پر مسلط کرنا ہے جس کی آخری حد فوجی آزادی ہے۔

۳. **بیان و قلم کی آزادی:** جس کا مطلب ہے کہ انسان اپنی اعتقادی باتیں اور دوسروں کے نظریات سے متعلق اپنے تنقید کو کسی ممانعت کے بغیر لکھ سکتا ہے۔

۴. **سیاسی آزادی:** یعنی انسان معاشرے میں مختلف پارٹیوں کے ذریعہ اپنے سیاسی ارادے کا اظہار کر سکتا ہو۔ یہ بتادینا ضروری ہے کہ عقیدہ، مذہب، بیان، قلم اور سیاست وغیرہ کی آزادی عالمی حقوق بشر کے ذریعہ قبول کیا جاچکا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی روح اور آیتوں و روایتوں کے مطابق کہا جاسکتا ہے کہ اسلام اوپر بیان کی گئی تمام آزادیوں کو قبول کرتا ہے لیکن دو شرط کے ساتھ۔ پہلی شرط یہ ہے کہ اسلامی

---

۱. مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ج ۱، ص ۱۸۰
۲. نہج البلاغہ، حکمت ۸۰، ص ۶۴۰

قوانین کے متضاد نہ ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ دوسروں کے انفرادی واجتماعی حقوق کے لئے نقصان دہ نہ ہو۔ ان حقوق کو قانون معین کرتا ہے، ایسا قانون جسے زیادہ تر لوگوں نے قبول کیا ہے اور شریعت، عقل و عدالت کے خلاف نہیں ہے۔

مطلق اور محدود آزادی:

ا. مطلق آزادی (بنا قید و شرط کی آزادی) : اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے تمام افعال میں آزاد ہو اور کوئی قانون اور قاعدہ نہ ہو۔اس طرح کی آزادی عمل میں غیر ممکن ہے، چونکہ سماج میں ہر فرد کی مطلق آزادی دوسرے افراد کی مطلق آزادی میں رکاوٹ کا سبب بنتی ہے یعنی خود بخود محدودیت پیدا ہو جاتی ہے۔

۲. محدود و مقید آزادی: اس کے معنی یہ ہے کہ انسان عمل، بیان و قلم و غیرہ میں آزاد ہے لیکن اس دائرے میں جسے دین یا قانون معین کرتا ہو۔

اندرونی اور بیرونی آزادی:

انسان سے متعلق ہونے کے لحاظ سے آزادی دو طرح کی ہوتی ہے:

بیرونی آزادی: اس طرح کی آزادی میں آزادی بیان و قلم اور فردی وسیاسی آزادی شامل ہے جس کی تائید آج کے مغربی معاشروں اور حقوق بشر کے ذریعہ کی گئی ہے۔

اندرونی آزادی: اس قسم کی آزادی میں مندرجہ ذیل باتیں شامل ہیں:

الف: **تخیل یا فکری آزادی:** اس کے معنی یہ ہیں کہ انسان کی فکر خرافات کے قید و بند سے آزاد ہو اور انسان آسانی سے فکر کرسکے اور کسی منطقی نتیجہ تک پہنچ سکے۔

ب: **اخلاقی آزادی یا شہوت کے قید و بند سے آزادی:** اہل بیت علیہم السلام سے منقول روایتوں میں اس طرح کی آزادی پر تاکید کی گئی ہے اور دیندار انسان کی خصوصیات میں سے شمار کیا گیا

ہے۔امام جعفر صادق (ع) ارشاد فرماتے ہیں: ان صاحب الدین ... رفض الشهوات فصار حرا۔ بے شک دیندار لوگ نفسانی خواہشات سے دور رہتے ہیں اور آزاد ہو جاتے ہیں[1]۔

ج۔ **عنوی و مادی آزادی**: آزادی اپنی اہمیت کے لحاظ سے دو طرح کی ہوتی ہے:

۱. **مادی آزادی**: اس طرح کی آزادی انسان کی انسانیت سے متعلق نہیں ہے بلکہ اس کے مادی پہلو سے مرتبط ہے البتہ ایک خوشحال زندگی کے لئے معقول حد تک اس کی ضرورت ہے اور اس کے بغیر زندگی مشکل ہو جائے گی۔اصل میں یہ آزادی انسان کی سعادت و ارتقاکے لئے مقدمہ ہے لیکن ان امور میں آزادی ، انسان کا آخری مقصد نہیں ہے چونکہ انسان کا مقصد ان مسائل سے بالاتر ہے ، لہٰذا اس طرح کی آزادی پیشگی کی اہمیت رکھتی ہے۔

۲. **معنوی آزادی**: اس طرح کی ہوتی آزادی میں قلم و بیان اور سیاسی آزادی جیسے امور شامل ہیں چونکہ انسان کی اہمیت اس کی فکر اور عقیدے سے ہوتی ہے اور ایک انسان صحیح عقیدہ اور دین کا انتخاب اسی وقت کر سکتا ہے جب وہ فکری طور پر آزاد ہو۔دوسری طرف معاشرے کے صحیح ماحول میں انسان زیادہ بہتر طریقے سے معنوی ترقی کر سکتا ہے اور رکاوٹوں کی وجہ سے انسان کی معنوی ترقی کے مواقع کمزور یا بعض اِوقات بالکل ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ مجموعی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ پیغمبروں کا ایک اہم مقصد ، اسی معنوی آزادی کی حفاظت کرنا تھا، یعنی وہ لوگ آئے تاکہ انسانوں کے پیروں میں پڑی زنجیروں کو کھول دیں تاکہ ایک اچھے ماحول میں انسان ارتقا کی طرف پرواز کر سکے۔

آزادی کا دائرہ اور اس کی کسوٹی: آزادی کی اہم ترین بحث اس کا دائرہ ہے اور یہیں سے راستے الگ ہو جاتے ہیں اور ہر فرد آزادی کے سلسلے میں ایک راستے کا انتخاب کرتا ہے۔آزادی کسی بھی مذہب میں بغیر قید و شرط کے نہیں ہے لیکن ان میں فرق ضرور ہے۔ اسلام میں بھی آزادی کی ایک حد ہے اور یہ حد بندی آزادی کے غلط استعمال کو روکنے کے لئے ہے۔ انسانی نقطہ نظر سے آزادی کا معیار صرف و صرف انسان کی

---

۱. محمدی ری شہری، محمدی، گزیدہ میزان الحکمہ، ج ۲، ص ۱۵۱ ۳

مرضی اور خواہش ہے اور یہ آزادی صرف اسی وقت محدود ہوتی ہے جب دوسروں کی آزادی میں خلل واقع ہوتا ہے۔ قانون ساز کی ذمہ داری ہے کہ ان تنازعات کی شناخت کرے اور آسان طریقے سے مشکل کو حل کرے تاکہ اکثریت کو زیادہ سے زیادہ حقوق حاصل ہوں۔ خدا کے پیش نظر آزادی کی حقیقی کسوٹی اس کی مرضی ہے جو شریعت کی صورت میں پیغمبروں اور ان کے جانشینوں کے ذریعہ انسانوں کے لئے بیان کی گئی ہے اور نفاذ کے موقع پر نظام امامت وولایت اور قانون کی شکل میں پیش ہوتی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اسلام نے آزادی کو قبول کیا ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ شریعت، عدالت اور عقل کے خلاف نہ ہو اور معاشرہ کے اکثر افراد نے اسے قبول کرلیا ہو اور ولایت خدا، رسول اور ائمہ کے نظام سے ہوتے ہوئے ولایت فقیہ تک پہنچتی ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آزادی وہی اچھی ہے جس کے ذریعہ انسان اپنے فطری حقوق تک رسائی حاصل کرسکے۔ لہٰذا عالم و فاضل افراد اپنے بیان و قلم کے ذریعہ قوم کو آگاہ کریں اور اس کے معنوی و مادی منافع کی اسے یاددہانی کرائیں تاکہ عدالت واحسان و تعاون کے ذریعہ لوگوں میں نیکی و پرہیزگاری حاکم ہو اور استبداد کا خاتمہ ہو۔ آزادی بیان و قلم حقیقتوں کو بیان کرنے اور نقد کرنے کے لئے بھی مفید ہے۔

سیاسی آزادی:

معاشرے میں سیاسی آزادی کے تحقق کی پہلی شرط قانون کی حکومت اور قانون کے سامنے افراد کا برابر ہونا ہے۔ امام خمینی اور آیت اللہ خامنہ ای نے قانون کی حکومت اور قانون کے سامنے افراد کے برابر ہونے پر تاکید کی ہے اور اسلامی حکومت کو اسلامی قوانین کے نفاذ سے مشروط جانا ہے ۔

سیاسی آزادی کے مصادیق:

سیاسی آزادی کے مصادیق کا مطلب یہ ہے کہ سیاسی آزادی کی وہ قسمیں جو عوام کے حقوق کا تحفظ کرتی ہیں جیسے آزادی بیان، پارٹی بنانے کی آزادی، مظاہرہ کرنے کی آزادی، کتابوں کی اشاعت کی آزادی وغیرہ۔ سیاسی آزادی ممکن ہے ماہیت کے اعتبار سے سیاسی نہ ہو لیکن عوامی حکومت اور سیاسی مشارکت کو پورا کرتی ہے۔

سیاسی آزادی کی بنیادیں:

سیاسی آزادی کی بنیادوں کا مطالعہ بہت اہم ہے کیونکہ اس کے ذریعہ ہم اسلامی حکومت کی بنیادوں کا پتہ لگا سکتے ہیں۔ سیاسی آزادی کی کچھ اہم بنیادیں مندرجہ ذیل ہیں:

خلافت الٰہی: دینی حکومت میں حق تشریع اور قانونگزاری صرف خدا کے لئے ہے اور اللہ تعالی کے علاوہ کوئی بھی مستقل طور پر باالذات لوگوں کے امور میں تصرف کا حق نہیں رکھتا ہے اور بشری حکومت کی مشروعیت اللہ تعالی سے استناد و انتساب کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔ قرآن کی نظر میں انسان زمین پر اللہ کا جانشین اور اللہ کی حکومت کے قیام کا ذمہ دار اور زمین کا آخری وارث ہے۔ انسان پر فرض ہے کہ اس ذمہ داری کے حصول کے لئے خود کو آمادہ کرے۔ اس نظریہ اور اعتقاد کے تحت مسلمانوں کی زندگی میں وسیع پیمانہ پر سیاسی تیاریوں کی نشاندہی ہوتی ہے جس کی حدیں مندرجہ ذیل آیتوں سے واضح ہوتی ہیں:

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً (۳۰بقرہ)

اے رسول اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔

❖

يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ(ص،۲۶)

اے داود ہم نے تمہیں زمین میں اپنا جانشین بنایا ہے لہذا لوگوں کے درمیان حق کی بنیاد پر ساتھ فیصلہ کرو۔

❖

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ (نور،۵۵)

اللہ نے تم میں سے صاحبان عمل صالح سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں روئے زمین پر اسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح پہلے والوں کو بنایا ہے۔

امامت و رہبری: اللہ تعالی کی حکمت و قدرت لایزال کے ذریعہ اس کائنات کی ہدایت ، الٰہی تعلیمات کا ایک جزء ہے۔ اس نظریہ کے مطابق انبیا اور اللہ کے برگزیدہ لوگوں کے ذریعہ حقیقی سعادت کی طرف انسانوں کی ہدایت ہوتی ہے ۔قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے:

وَإِذِ ابْتَلَى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا (بقرہ، ۱۲۴)

اور جب پروردگار نے چند باتوں کے ذریعہ ابراہیم کی آزمائش کی تو اس میں کامیاب ہوئے۔ خدا نے کہا کہ میں نے تم کو لوگوں کا پیشوا بنایا ہے۔

معاشرے پر حکومت کرنا ایک الٰہی حق ہے جو اللہ تعالی کی ربوبیت و ہدایت سے منشعب ہے اور اللہ تعالی اور اس کی طرف سے منتخب لوگوں کے علاوہ کسی کو بھی حق حکومت حاصل نہیں ہے۔ اللہ تعالی نے اس اہم ذمہ داری کو انبیا اور اماموں کو سونپا ہے جو مقام عصمت پر فائز ہیں۔ لوگوں کا انتخاب تبھی مشروع ہوگا جب پہلے سے متعین صفات و شرائط کے تحت ہو:

وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ (مائدہ، ۴۲)

اگر فیصلہ کریں تو انصاف کے ساتھ کریں۔

❖

وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ (مائدہ، ۴۴)

اور جو بھی ہمارے نازل کئے ہوئے قانون کے مطابق حکم نہ کرے گا ان سب کا شمار کافروں میں ہوگا۔

❖

وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (مائدہ، ۴۷)

اور جو بھی تنزیل خدا کے مطابق فیصلہ نہ کرے گا وہ فاسقوں میں سے شمار ہوگا۔

❖

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ (مائدہ، ۴۸)

اے پیغمبر ہم نے آپ پر کتاب نازل کی ہے جو اپنے پہلے کی توریت و انجیل کی تصدیق کرتی ہے اور محافظ بھی ہے لہٰذا آپ ان کے درمیان تنزل خدا کے مطابق فیصلہ کریں۔

۱. **ظلم و استکبار کے خلاف جنگ**: قرآن کریم معاشرہ میں ظلم کے خلاف جنگ کی اہمیت پر تاکید کرتے ہوئے یہ فرماتا ہے کہ اللہ تعالی ظلم سے مبرا ہے اور نظام آفرینش میں ظلم کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے اور معاشرہ سے ظلم و ستم کو ختم کرنے کی ذمہ داری انسانوں کو سونپتا ہے اور نہ صرف ظلم کرنے سے منع کرتا ہے بلک ظلم برداشت کرنے کی بھی تقبیح کرتا ہے۔

۲. **ذمہ داری اور حق انتخاب کے ساتھ آزادی**: اللہ تعالی نے انسانوں کو آزادی عطا کی ہے اور وہ انتخاب کرنے میں آزاد ہے کیونکہ انسان میں درک و قدرت تشخیص موجود ہے اور اسے آگاہانہ طور پر انتخاب کرنا ہوگا چاہے وہ دین کا انتخاب ہو یا اسلامی حکومت کے رہبر کا انتخاب ہو۔انسان خود اپنی قسمت کا تعین کرتا ہے اور اللہ تعالی نے اسے جو ذمہ داری دی ہے اس کی رو سے اسے اپنے مستقبل کے راستے کو تعقل و حکمت کی بنیاد پر انتخاب کرنا ہوگا۔اس سلسلے میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ (کہف،۲۹)

اور کہہ دو حق تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے اب جس کا جی چاہے ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے کافر ہو جائے۔

سیاسی آزادی کے ارکان

حق آگاہی: ولایتی نظام میں لوگوں کو حکومتی مسائل سے آگاہ رہنے کا حق حاصل ہے اور حکومت کا فرض ہے کہ انہیں تمام امور سے آگاہ کرے سوائے ان مسائل کے جن کا بیان کرنا عوامی مصالح کے خلاف ہو۔حضرت علی (ع) فرماتے ہیں: حاکم کے سارے منصوبے اور حکومتی مسائل سوائے جنگی اسرار کے عوام کی آنکھوں کے سامنے ہونے چاہئے۔اسی طرح آپ ارشاد فرماتے ہیں: یہ جان لو کہ تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں کوئی بات تم سے نہ چھپاؤں سوائے جنگی اسرار کے۔ آپ والی مکہ کو اس طرح تحریر فرماتے ہیں: تمہارے اور لوگوں کے درمیان کوئی حائل نہ ہو سوائے تمہاری زبان کے اور کوئی پردہ نہ ہو سوائے تمہارے چہرے کے اور کسی ضرورت مند کو اپنی ملاقات سے منع نہ کرو۔

نظارت: حکومت کی تشکیل کے بعد لوگوں کا فرض ہے کہ وہ سیاسی میدان میں آئیں اور حکومت پر نظارت کریں۔ حضرت علی (ع) اپنے ایک خطبہ میں فرماتے ہیں: حق بات کہنے سے باز نہ آؤ۔

سیاسی آزادی کے حدود:

دوسرے امور کی طرح سیاسی آزادی میں بھی کمی اور زیادتی کی گنجائش ہے اور دو باتوں پر توجہ دینا بہت ضروری ہے۔ ایک آئین اور دوسرے حاکموں کے ذریعہ طاقت کا استعمال۔ سیاسی آزادی کے حدود متعین کرنے والا سب سے اہم عنصر کسی ملک کا آئین ہے اور معاشرہ میں سیاسی آزادی اور اس کے حدود کی شناخت کے لئے ہمیں ملک کے آئین کا سہارا لینا پڑے گا۔ اس مقام پر آئین میں موجود بعض حقوق کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے:

۱۔ اپنی قسمت کے انتخاب میں آزادی: معاشرے میں لوگوں کا ایک اہم حق، اپنی اپنی قسمت کے تعین کا حق ہے۔ بیشتر ملکوں کا آئین اس حق کو مانتا ہے۔ امام خمینی کی نظر میں عوام کا سب سے بڑا حق اپنی قسمت کے انتخاب کا حق ہے جس کی رو سے ہر قوم خود اپنی قسمت کا فیصلہ کر سکتی ہے[۱]۔

امام خمینی جہاں ایک طرف ولایت فقیہ کے بارے میں انتصاب اور الہی مشروعیت کے قائل ہیں وہیں دوسری طرف بہت سے مواقع پر حکومت میں عوام کے کردار پر تاکید کرتے ہیں۔ یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ امام خمینی کی نظر میں حکومت میں لوگوں کا کیا رول ہے۔

امام خمینی کی نگاہ میں اسلامی حکومت اور حاکم کی مشروعیت صرف اور صرف الہی ہے اور عوام صرف حکومت کو مناسب موقع دینے اور ولی منصوب کی تلاش میں اپنا کردار نبھاتے ہیں۔ درحقیقت ولایت انتصابی میں ولی فقیہ کی حکومت کی مشروعیت امام معصوم کے نصب کی وجہ سے ہے اور لوگوں کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے لیکن حکومت کو کارآمد بنانے میں عوام اہم کردار نبھاتے ہیں۔ پیغمبر اسلام اور امام معصوم کا لوگوں سے بیعت کا مطالبہ کرنا ان کو منتصب کرنے کے لئے نہیں تھا۔

۱۔ صحیفہ نور، ج ۳، ص ۲۰۴

اس نقطہ نظر کے مطابق آزادی انتخاب کا مطلب حکومت کی کارآمدی کے شرائط مہیا کرانا ہے یعنی حکومت اسی وقت کارآمد ہو سکتی ہے جب عوام پوری آزادی کے ساتھ حاکم کا انتخاب کریں گے۔ امام خمینی(رہ) کی نظر میں اسلامی حکومت کی ماہیت و محتوا قوانین الٰہی کے ذریعہ طے ہوتی ہے اور اس مسئلے میں عوام کا کوئی کردار نہیں ہوتا ہے لیکن حکومت کے لئے مناسب ڈھانچہ تیار کرنے میں عوام کی رائے سب سے اہم ہوتی ہے۔ اس طرح جمہوریت اور اسلامی کے مفہوم کے سلسلے میں امام خمینی کا نقطہ نظر واضح ہو جاتا ہے۔

کسی موقع پر آپ سے ایران میں شہنشاہی نظام کے متبادل نظام کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: حکومت اسلامیہ جمہوریہ ہے ۔ جمہوری اس معنی میں کہ عوام الناس کی حمایت سے وجود میں آتی ہے اور اسلامی یعنی اس کا آئین اسلامی قوانین پر مبنی ہے۔ اسلام میں انسانی زندگی کے سارے پہلوؤں کے لئے قانون موجود ہے اور کسی دوسرے قانون کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔[1]

۲. آزادی بیان: سیاسی آزادی کی ایک اور قسم آزادی بیان ہے۔ آزادی بیان کے سلسلے میں اہم بات اس کے حدود کا تعین ہے۔ آزادی بیان کو بیشتر دانشوروں نے قبول کیا ہے اور زیادہ تر بحث و گفتگو اس کے حدود کے بارے میں ہے۔ آج قانون میں بھی زیادہ تر اسی رخ پر بحث ہوتی ہے لہٰذا آزادی بیان کے حدود کا معین کرنا بہت اہم ہے۔ توہین، افترا، تہمت ، کسی کی نجی زندگی میں دخل اندازی، حکومتی اسرار کا فاش کرنا، صور قبیحہ اور غیر اخلاقی متون کی اشاعت، کسی کے مقدسات کی توہین، اقلیتوں کے حقوق کی پامالی وغیرہ سماجی حقوق کے خلاف ورزی کے کچھ نمونے ہیں۔

آیت اللہ العظمی سید علی خامنہ ای نے ایک سوال کے جواب میں آزادی بیان اور انتقاد کے بارے میں فرمایا: " آزادی سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے اور مناظرہ و بحث و گفتگو سے نہیں بھاگنا چاہئے اور نقد و انتقاد کو صرف ایک رسم کی حد تک محدود نہیں رکھنا چاہئے۔ اسی طرح بحث و مناظرہ کو جنگ وجدل میں نہیں بدلنا چاہئے۔

حدود آزادی کے سلسلے میں امام خمینی کے بیانات سے ماخوذ تین اہم نکتے یہاں بیان کئے جارہے ہیں:

---

۱. صحیفہ نور، ج ۴، ص ۲۱

الف: آزادی بیان اور عوام کے مفادات کا تحفظ: امام خمینی کی نظر میں آزادی بیان کی راہ میں سب سے بڑا حائل قوم کے لئے اس کا مضر ہونا ہے۔ اگر کسی بات کا بیان کرنا قومی مفادات کے خلاف اور اس کے لئے مضر ہو تو اس کا بیان کرنا جائز نہیں ہے۔ آپ حدود آزادی کے سلسلے میں کئے گئے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: اگر قوم کے لئے مضر نہ ہو تو ہر چیز کے بیان کرنے کی آزادی ہے، صرف وہی چیزیں آزاد نہیں ہیں جو ہماری قوم کے لئے مضر ہیں۔[۱]

یہاں پر یہ بات قابل غور ہے کہ کسی موضوع پر مختلف نظریات کا بیان ہونا نہ صرف لوگوں کے لئے مضر نہیں ہے بلکہ ان کے لئے فائدہ مند بھی ہے کیونکہ اگر معاشرہ میں مختلف آرا و نظریات بیان ہوں گے تو لوگوں کو سوچنے سمجھنے کا موقع ملے گا یعنی آزادی بیان کا اصل مقصد لوگوں کو فائدہ پہنچانا ہے لہٰذا حکومتیں مختلف نظریات کو پیش کریں جب تک کہ قومی مفادات کے لئے ان کا مضر ہونا ثابت نہ ہو۔

ب: آزادی بیان اور سازشوں کا مقابلہ: امام خمینی تاکید کرتے ہیں کہ آزادی بیان کو کسی سازش کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں: آزادی بیان صدر اسلام سے موجود ہے، ائمہ اطہار (ع) کے زمانے میں بھی موجود ہے، خود پیغمبر اسلام (ص) کے زمانے بھی، لوگ اپنی بات کہتے تھے، لیکن اس آزادی بیان کا سہارا لیکر سازش نہیں کرنا چاہئے۔[۲] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی حکومتوں اور ان کے ذمہ داروں کو آزادی بیان سے ڈرنا نہیں چاہئے۔

ج: آزادی بیان اور انتقام جوئی سے پرہیز: امام خمینی کی نظر میں آزادی بیان کو تنقید کرنے کے لئے استعمال کرنا چاہئے نہ کہ انتقام جوئی کے لئے۔ آپ فرماتے ہیں: تنقید کرنا اچھا ہے لیکن اسے انتقام میں نہیں بدلنا چاہئے۔ مثال کے طور پر انسان کسی کو پسند نہیں کرتا لہٰذا اس کے خلاف اخبار میں کچھ لکھتا ہے تو یہ غلط ہے۔ ہاں اگر کسی نے غلطی کی ہے تو اسے نصیحت کرنی چاہئے۔[۳]

---

۱. ایضا، ص ۲۵۹
۲۔ ایضا، ج ۵، ص ۱۳۰
۳۔ ایضا، ج ۱۹، ص ۲۱۶

مقام معظم رہبری ذرائع ابلاغ کے بارے میں فرماتے ہیں: ذرائع ابلاغ کسی بھی سماج کی ترقی کے لئے ضروری ہیں۔ ذرائع ابلاغ کی تین اہم ذمہ داریاں ہوتی ہیں: تنقید و نظارت، لوگوں تک صحیح خبر پہنچانا، افکار و نظریات کا تبادلہ۔ آپ کا ماننا ہے کہ آزادی قلم اور بیان عوام اور ذرائع ابلاغ کا مسلّم حق ہے اور آئین نے بھی اس پر تاکید کی ہے۔

بہ طور خلاصہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ امام خمینی اور مقام معظم رہبری دونوں حضرات کے نزدیک آزادی بیان معاشرے کی ضرورت ہے لیکن اگر یہ آزادی معاشرے کے لئے مضر ہو یا سازش اور انتقام جوئی کے لئے ہو تو قابل قبول نہیں ہے۔

پارٹی اور انجمن بنانے کی آزادی: اسلامی جمہوریہ ایران کے آئین کے مطابق لوگوں کو مختلف سیاسی، سماجی اور اقتصادی انجمنوں کے رکن بننے کی آزادی ہے اور کسی کو اس حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا ہے سوائے اس صورت میں کہ جب اس سے نظم عمومی کو کوئی خطرہ لاحق ہو۔

سیاسی تنقید کا مفہوم:

برائیوں اور نواقص کو ختم کرنے اور کسی چیز کو آزمانے کے لئے تنقید کی جاتی ہے۔ تنقید کرنے والا صحیح اور غلط کی پہچان کرنا چاہتا ہے۔ تنقید اگر حقائق اور خوبیوں کو واضح و روشن کرنے کی غرض سے ہے تو بہت اچھی ہے لیکن اگر برائیوں کو بڑا دکھانے اور خوبیوں کو چھپانے اور توہین وافترا کی غرض سے ہے تو غلط ہے۔

اسلامی نقطہ نظر کے مطابق تنقید نظریات کو بیان کرنے کے لئے مختلف طریقوں کا سہارا لیا جاسکتا ہے جس میں سب سے اہم طریقہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے تنقیدی نظریات کو نصیحت اور مشورے کی صورت میں پیش کریں۔

آزادی اور سیاسی تنقید کا تعلق:

ولایت الٰہی پر مبنی نظام میں ایسے شرائط فراہم کئے جاتے ہیں جس سے سبھی لوگ ملک کے نظام میں حصہ لے سکتے ہیں اور کسی بھی طرح کے استبداد اور خود محوری کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا ہے۔ ولایت الٰہی پیغمبروں، اماموں اور عادل فقیہوں کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے اور انسانی حقوق جیسے آزادی یا سیاسی شراکت کے حصول کا سب سے بہتر طریقہ یہی ہے۔ اس نظام کی بنیاد خلافت الٰہی، امامت و رہبری، ظلم ستیزی، استکبار ستیزی، آزادی اور حق انتخاب ہے۔ اس طرح کے نظام میں عوام کے ووٹ دینے اور انتخاب پر تاکید کی جاتی ہے اور دینی حکام جن طریقوں سے ان عظیم اہداف تک پہنچنا چاہتے ہیں اس پر بھی توجہ دی گئی ہے۔

منابع

۱. قرآن کریم
۲. نہج البلاغہ
۳. بوشہری، جعفر، مسائل حقوق اساسی، نشر دادگستر، تہران، ۱۳۷۶
۴. خمینی، روح اللہ، صحیفہ نور، مؤسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی، تہران، ۱۳۸۶
۵. محمدی ری شہری، محمد، گزیدہ میزان الحکمہ، تلخیص حمید حسنی، دار الحدیث، قم، ۱۳۸۱
۶. مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، دار احیاء تراث العربی، بیروت، ۱۳۶۱
۷. مطہری، مرتضی، پیرامون جمہوری اسلامی ایران، انتشارات صدرا، ۱۳۶۴